رسائل و مسائل

کیا عورتوں کو لکھنا سکھانا منع ہے؟

سوال:- ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ ہمارے امام مسجد صاحب جو کہ مکتبہ بریلوی سے تعلق رکھتے ہیں۔ جمعیت علمائے پاکستان کے حامی ہیں، تعلیمِ نسواں سے متعلق اپنے اکابرین کی کتب سے مندرجہ ذیل حوالہ مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے نشر کرتے رہتے ہیں۔ مہربانی فرما کر قرآن و سنت کے حوالہ سے اس مسئلے پر روشنی ڈالیں ——

امام صاحب درج ذیل کتب کا حوالہ دیتے ہیں۔

"حقوق الاولاد" معہ احکام العقیقہ، ناشر: مدرسہ دعوۃ القرآن حشمت منزل موسیٰ لین گلی نمبر ۴، کراچی، اشاعت اول ۱۹۵۷ء، اشاعت دوم جون ۱۹۸۴ء مصنف خلیل العلما مولانا محمد خلیل خان قادری برکاتی مارہروی مہتمم و صدر المدرسین دار العلوم احسن البرکات حوم اسٹیڈ ہال حیدرآباد۔

اس کتاب میں مفتی صاحب نے قرآن و حدیث کی روشنی میں ۸۰ اصول مرتب کیے ہیں کتاب کے صفحہ نمبر ۱۳ پر "خاص دختر کے حقوق" کے عنوان میں اصول نمبر ۶۸، ۶۹ یوں رقمطراز ہیں:۔

نمبر ۶۸ — سورۂ نور کی تعلیم دے۔

نمبر ۶۹ — لکھنا ہرگز نہ سکھائے کہ احتمالِ فتنہ ہے۔ (امام ترمذی)

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور اقدس سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "لقمٰن نے ایک لڑکی کو دیکھا کہ مکتب میں سکھائی جارہی ہے فرمایا یہ تلوار کس کے لیے صیقل کی جاتی ہے"۔ امام ابن حجر فرماتے ہیں

اس حدیث میں ممانعتِ کتابت کی علت کی طرف اشارہ ہے کہ عورت لکھنا سیکھ کر خود بھی فاسد غرضوں کی طرف راہ پائے گی اور فاسقوں، بدکاروں، آوارہ مزاجوں اور اوباشوں کو بھی اس تک رسائی کا بڑا موقع ملے گا جو لکھنا نہ جاننے کی حالت میں نہ ملتا، کیونکہ آدمی وہ بات لکھ سکتا ہے جو کسی کی زبانی کہلا کے نہ بھیج سکے تیز خط ایلچی سے زیادہ پوشیدہ ہے۔ اس میں حیلہ و مکر کی بہت جلد راہ ملے گی۔ لہٰذا عورت لکھنا سیکھ کر صیقل کی ہوئی تلوار ہو جاتی ہے۔ انتہی۔ ہندی مثل نے بھی اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اے بوری کوئی دیت ہے سنوارن ہتھیار

اور ظاہر ہے کہ کتابت ایک عظیم نافع چیز ہے۔ اگر عورتوں کے لیے اس فنِ کتابت میں حرج نہ ہوتا تو جمہور علماء اور عظیم مومنین سلف سے لے کر آجتک اس کے ترک پر کیوں اتفاق کرتے۔ تیرھویں صدی ہجری کے آخر تک تیرہ سو سال کی مدت میں صرف گنتی کی چند عورتیں ایسی ملتی ہیں جو کتابت جانتی تھیں۔ جب کہ ہر زمانہ میں لاکھوں مرد کاتب ہوئے۔ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ ترجمہ: "عورتوں کو بالا خانوں میں نہ رکھو اور انہیں لکھنا نہ سکھاؤ، کاتنا سکھاؤ اور سورۃ نور کی تعلیم کرو" (ابن حبان۔ بیہقی)

امام صاحب ترمذی کی اختیار کردہ ایک حدیث حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی اسی معنی میں بیان کرتے ہیں۔

ان کا کہنا یہ بھی ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں عام حکم فرما دیا تھا کہ عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور بالا خانوں پر نہ ٹھہراؤ۔

(روض الاخیار الشیخ محمد قاسم ابن یعقوب)

امام مسجد صاحب کا کہنا ہے کہ اس کے علاوہ تفسیر مظہر۔ کتاب اصلاح معاشرہ (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ مصنف و مدیر مولانا ابو داؤد صادق صاحب، کتاب پردہ کا شرعی حکم اور کتاب اسلامی زندگی۔ مصنف مفتی احمد یار خان بھی

یہی مسئلہ لکھتے ہیں۔ اور علامہ فیض احمد اویسی نے بہاولپور سے بھی یہی فتویٰ بھیجا ہے۔

میری درخواست ہے کہ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم (طلب علم ہر مسلمان پر فرض ہے)۔

خواتین بھی مردوں کی طرح شرعی احکام، فرائض و واجبات، سنن، مستحبات آداب کی مخاطب ہیں۔ ان کے لیے بھی کتاب وسنت عقلی تجرباتی اور دوسرے علوم وفنون سے اتنی مقدار میں واقفیت ضروری ہے کہ وہ اپنی شرعی اور انسانی ذمہ داریاں ادا کر سکیں۔

علم کے لیے سب سے بڑا ذریعہ قلم ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی پہلی وحی میں تعلیم بالقلم کا ذکر فرمایا۔

"اقرأ باسم ربك الذی خلق، خلق الانسان من علق، اقرأ و ربك الاکرم الذی علم بالقلم"۔

اس لیے اگر کوئی شخص خواتین کے لیے تعلیم کا قائل ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کے لیے تعلیم بالقلم کو بھی تسلیم کرے۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے پہلے ایک خاتون سے لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا۔ جب آپ کے نکاح میں آئیں تو آپ نے اس خاتون سے کہا کہ اسے خوشخطی سکھائیں (فتوح البلدان بلاذری)۔

مشہور فقیہ علامہ کاسانی صاحب بدائع الصنائع کی بیوی فاطمہ کے دستخطوں کے بغیر ان کے والد صاحب تحفۃ الفقہا علاء الدین سمرقندی اور ان کے خاوند علاؤ الدین کاسانی کے فتاویٰ جاری نہیں ہوتے تھے۔ ان فقیہوں کے فتاویٰ پر فاطمہ کے دستخط بھی ثبت ہوتے تھے۔ (المرأۃ بین الفقہ والقانون - ص ۱۶۵)

مشہور محدث حافظ ابن عساکر فرماتے ہیں کہ میرے شیوخ اور اساتذہ میں سے اسّی کے قریب خواتین اساتذہ ہیں۔ جن لوگوں کو خواتین کے بارے میں مغالطہ لگا ہے کہ انہیں

لکھنا پڑھنا سکھانا ٹھیک نہیں ہے ان کے مغالطے کی بنیاد ایک روایت ہے جسے آپ نے بھی نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ"

اس حدیث کے بارے میں ابن جوزی فرماتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں ہے اسے حاکم نے اپنی صحیح میں درج کیا ہے اس پر ابن جوزی نے تعجب کیا ہے کہ اس کے راوی ابراہیم شامی کا حال ان سے کیسے مخفی رہا۔ وہ تو شامی محدثین کے نام پہ جھوٹی روایتیں روایت کرتا ہے۔

(الموضوعات جلد ۲ ص ۲۶۸)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کی صحت اور تحریکی جذبہ میں ترقی عطا فرمائے۔

(مولانا عبدالمالک۔ ناظم شعبہ استفسارات)

(بقیہ کتاب سازی و کتب خانہ سازی)

اور ان کی کتابوں کے تلف ہو جانے پر ان کی تعزیت کرتے۔ یہ ان سے کہتے تھے:

ذهب الخرج وبقي الدرج

(کتابوں کے بورے بہہ گئے[1] جو قلب پر مسطور تھا رہ گیا)

مذکورۂ بالا تاریخی شواہد سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ عہد عباسی میں مسلم معاشرہ ہر دو نوع کے کتب خانوں سے مالا مال تھا۔ (باقی)

---

[1] ابن الفرضی، تاریخ العلماء والروایۃ للعلم بالاندلس تحقیق عزت العطار الحسینی القاہرہ: مکتبۃ الخانجی، ۱۳۷۳ھ جلد ۱ ص ۳۰۰۔